ایک حدیث

نبی کی وراثت

ملکیت اور وراثت پر ہم بہت کچھ ثقافت میں لکھ چکے ہیں۔ اس وقت اس کا اعادہ مقصود نہیں۔ پیغمبر کی وراثت کے متعلق امت میں دو مکتب فکر ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ جس طرح عام امت کے لئے قرآنی قانون وراثت ہے اسی طرح پیغمبر کے لئے بھی ہے۔ چنانچہ قرآن نے اس کی تصریح یوں کی ہے کہ ورث سلیمٰن داؤد۔ سلیمان داؤد کے وارث ہوئے۔ نیز یہ کیسے ممکن ہے کہ حضورؐ امت کو تو ایک تعلیم دیں اور خود اس پر عمل نہ فرمائیں۔

دوسرا کہتا ہے کہ قانونِ وراثت دراصل ایک عبوری قانون ہے اور اس راستے سے کاروانِ امت کو ایک ایسی منزل تک لے جانا ہے جہاں انفرادی ملکیت اور اس قسم کی تقسیم کا قصہ ختم ہو کر سب کچھ مشترک ملکیت ہو جائے۔ جو لوگ اس مقام پر پہنچ جائیں ان کے لئے قانونِ وراثت نہیں ہے بلکہ اس سے نیچے درجے کے لوگوں کے لئے ہے۔ حضورؐ نے نہ کبھی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ کیونکہ یہ قانون اس کے لئے ہے جو کم از کم ایک سال تک زائد از ضرورت مال کو مقدارِ نصاب کی حد تک رکھے۔ حضورؐ نے یہ کبھی نہ کیا اس لئے فقہی زکوٰۃ ادا کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح وراثت کو بھی سمجھنا چاہیئے۔ یعنی حضورؐ خود تو ایک ایسے مقام پر کھڑے تھے جہاں امت کو لے جانا مقصود ہے لیکن امت کے بیماروں، کمزوروں کو دفعتہً وہاں تک کھینچنا ممکن نہ تھا اس لئے ان کے لئے کچھ تدریجی زینے قائم کئے گئے۔ ان ہی زینوں میں ایک زینہ یہ قانونِ وراثت بھی ہے یہ امت کے ان افراد کے لئے ہے جو ابھی منزلِ مقصود سے ذرا دور ہیں خواہ اس لئے کہ مقصود نہ سمجھے ہوں یا اس لئے کہ سمجھنے کے باوجود عملی راہ نہ پا سکے ہوں یا حبِ مال اور تصورِ ملکیت سے ابھی بالا نہ ہو سکے ہوں۔

اس نقطۂ نگاہ کو سامنے رکھنے کے بعد صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر کا مقام بہت اونچا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اتنا اونچا کہ وہ امت کے لئے ایک اعلیٰ آئیڈیل اور مثالی نمونہ ہے۔ پیغمبر عام انسانوں کی طرح مال و دولت جمع کرنے اور اپنے خاندان کو فارغ البال کرنے کی غرض سے نہیں آتا۔ اس کے سامنے پوری امت کی ہمہ گیر خیر ہوتی ہے اس لئے اس کا اعلان یہ ہوتا ہے کہ :-

لا تقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فھو صدقۃ ۔	میرے ورثہ میں ایک دینار بھی بطور ترکہ تقسیم نہ ہوگا۔ میری بیویوں کی ضروریات اور منتظم کی خوراک کے بعد جو کچھ بھی بچے وہ صدقہ ہوگا۔
(رواہ مالک والشیخان وابوداؤد عن ابی ہریرۃ)	

یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ ایک ہے بیوی یا منتظم کی تنخواہ اور دوسرے مابقی کا صدقہ ہونا۔ بیویوں کے اخراجات اس لئے حضورؐ نے نہیں مقرر فرمائے کہ وہ از روئے قرآن ⅛ کی وارث ہیں۔ حضورؐ اس قانون وراثت سے بہت بلند ہیں۔ بیویوں کی طرف صرف اس لئے متوجہ فرمایا کہ وہ از روئے قرآن عقد ثانی نہیں کر سکتی تھیں۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ رہا منتظم کا معاملہ تو بھی ظاہر ہے صدقات میں عاملین کا حصہ خود قرآن نے رکھا ہے۔

دوسری چیز ہے۔ ان دو ضرورتوں کے بعد جو کچھ بچے اس کا صدقہ ہونا۔ یہ "صدقہ" بھیک یا خیرات کے معنی میں نہیں۔ اس کا بڑا وسیع مفہوم ہے جسے ہم "ثقافت" میں واضح کر چکے ہیں۔ اس کا مطلب ہے "کار خیر" اور اس کی سب سے زیادہ اچھی اور عمدہ تفسیر خود حضورؐ نے یوں فرمائی ہے کہ:۔

...... ان اللہ اذا اطعم نبیا طعمۃ فھو للذی یقوم من بعدہ (رواہ ابوداؤد عن ابی الطفیل)	اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کو جو روزی دیتا ہے وہ پھر اس کے لئے ہوتی ہے جو اس کے بعد اس کا قائمقام ہوتا ہے۔

اس حدیث میں ایک بڑی اساسی حقیقت بیان کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے لئے جو "خالصہ" مقرر فرمایا تھا ۔۔ اسے اپنی ملکیت نہ قرار دیا تھا۔ ریاست کا صدر جو کچھ بھی لیتا ہے وہ اسے اپنی کوئی ایسی ملکیت نہیں سمجھتا جو اس کے بعد اس کے ورثہ میں تقسیم ہو بلکہ وہ دراصل ایسا وظیفہ یا الاؤنس ہوتا جو اس کام کرنے والے کو دیا جاتا ہے آج اگر ایک سربراہ مملکت مر جائے یا مستعفی ہو جائے تو اسے دیا جانے والا وظیفہ اس کے بال بچوں کو نہیں ملتا۔ اس کے بال بچوں کو ہر طرح سنبھالنا اور معاشی و اخلاقی اعانت کرنا تو یقیناً مملکت کا فرض ہے (اور فقط ان ہی کا نہیں بلکہ تمام افراد کو سنبھالنا مملکت کا ہی فرض ہے) لیکن اس وظیفہ کا مستحق صرف وہ ہو گا جو اس کی جگہ کو سنبھالے گا۔ بعینہٖ یہی صورت حضورؐ نے بھی رکھی ہے جیسے اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اور یہ ایک ایسی راہنمائی ہے اور ایسا اسوۂ حسنہ ہے جو ہمیشہ دنیا میں باقی اور قابل اقتدار رہے گا۔

عمرو بن الحارث الخزاعی نے اس حقیقت کو یوں بیان کیا ہے:۔

ما ترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم دینارا ولا درھما ولا عبدا ولا امۃ ولا شیئا الا بغلۃ التی کان یرکبھا وسلاحہ وارضا جعلھا لابن السبیل صدقۃ (رواہ البخاری والنسائی)	آنحضرتؐ نے اپنے ترکے میں کوئی درہم و دینار یا لونڈی غلام نہیں چھوڑا۔ صرف تین چیزیں چھوڑیں۔ ایک خچر جس پر سوار ہوتے تھے۔ کچھ ہتھیار اور قطعۂ زمین جسے حضورؐ نے مسافروں کے لئے وقف فرما دیا تھا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے پاس جو زمین تھی وہ بھی مملکت ہی کے کار خیر کیلئے تھی نہ قابل تقسیم ترکے کے طور پر۔ اس کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ذکر ہے کہ مرض وفات میں حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ وہ سونا جو گھر میں پڑا ہوا ہے جلد مستحقین کو دیدو۔ میں خدا کے سامنے سونا لے کر نہیں جانا چاہتا۔

(محمد جعفر)